جمعیت اہلحدیث سندھ (کراچی ڈویژن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ مطبوعات 28

فاتحہ خلف الامام

بشمول دو فتوے سکتات اور آمین

تالیف

الشیخ العرب والعجم علامۃ السند ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولانا ذوالفقار علی طاہر

ناشر

جمعیۃ اہلحدیث سندھ کراچی ڈویژن

کراچی دفتر: الراشدی مسجد اہلحدیث موسیٰ لین لیاری، کراچی فون: 7511932

نام کتاب : فاتحہ خلف الامام

مؤلف : شیخ العرب والعجم بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ

مترجم : مولانا ذوالفقار علی طاہر

تاریخ اشاعت دوئم : ذی القعد ۱۴۲۱- بمطابق فروری 2001ء

قیمت :

کمپوزنگ : ابراہیم عبداللہ یوگوی

﴿ ادارہ کی مطبوعات مندرجہ ذیل پتوں سے مل سکتی ہیں ﴾

☆ دفتر جمعیت اھلحدیث، سندھ، جامع مسجد الراشدی، موسیٰ لین، لیاری، کراچی، فون:7511932

☆ مکتبة السنه، جامع مسجد سفید اھلحدیث، سولجر بازار - 1، کراچی

☆ مکتبہ نور حرم، نعمان پلازہ، گلشنِ اقبال - 5، کراچی

☆ مکتبہ توحید، محمد جنید، دلی مسجد، دھلی کالونی، کراچی

☆ سلفی بلک ھاؤس، متصل جامعۃ الاحسان الاسلامیۃ، منظور کالونی، کراچی

☆ مکتبة الدعوة السلفية نزد محمدی مسجد اھلحدیث، پکا قلعہ دروازہ، حیدرآباد

☆ مکتبة السلفية، شیش محل روڈ، لاہور

☆ مکتبہ قدوسیہ، غزنوی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور

☆ مکتبہ اسلامیہ، بھوانہ بازار، فیصل آباد، فون:631204

☆ جامع مسجد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سیکٹر G-11/2 اسلام آباد

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد للّٰہ الذی بنعمته تتم الصالحات و بحمده وثنائه تصح و تقبل الصلوات و افضل و ازکی التسلیمات علی افضل الرسل و امام الحامدین له فی الخلوات و الجلوات ' و امته الحامدین زینوا بحمد ربهم العبادات و شرفهم بسورة عظیمة علی تیسیرها سبع آیات و اقبل علی قارئها بالاجابة و عدهم بالجواز و الصلات۔

امابعد:

سورہ فاتحہ میں اللہ رب العالمین کی بڑی شان ہے اور اس کے ہم مثل دوسری کوئی سورت نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے نماز کی ہر رکعت میں اس کے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے کہ نماز سے زیادہ اللہ کی تعریف کے لئے کوئی دوسرا بہترین اور مناسب موقعہ ہے ہی نہیں۔ اور قدرتی طور پر یہ سورت دوسری تمام سورتوں سے زیادہ آسان بھی ہے۔ اور مشاہدے سے یہ بات ثابت ہے کہ ایسے بہت سے آدمی ملیں گے جن کو قرآن کی کوئی دوسری سورت یاد نہیں ہوگی البتہ سورت فاتحہ ضرور یاد ہوگی۔ اور ایسا کوئی آدمی نہیں ملے گا جس کو سورہ فاتحہ یاد نہ ہو اور دوسری کوئی سورت یاد ہو۔ اسی لئے آیت ﴿فاقرء وا ما تیسر من القرآن﴾ (المزمل) یعنی ”قرآن میں سے جو آسان ہو وہ (نماز میں) پڑھا کرو“۔

اس سے علماء کرام سورہ فاتحہ مراد لیتے ہیں کیونکہ یہ باقی سورتوں کے مقابلے میں

زیادہ آسان ہے۔ جیسا کہ امام ابو العباس احمد ابن ابی الحفص یعنی مفسر قرطبی کے استاد نے اپنی کتاب "المفهم شرح الاختصار لمسلم صفحہ نمبر ۲۵۰ جلد 1 (المصور) میں فرمایا ہے۔

نیز مضامین کے اعتبار سے بھی یہ سورت پورے قرآن مجید کا خلاصہ ہے۔ اسی وجہ سے اس سورۃ کو "القرآن العظیم" بھی کہا گیا ہے (الحجر ع ۶ پ ۱۴ مع صحیح البخاری ص ۶۸۳ ج ۲) مزید اس کی تفصیل ہماری تفسیر سورت فاتحہ میں بیان کی گئی ہے اور اس میں اس سورت کی فضیلت کے بارے میں بہت ساری احادیث بھی مذکور ہیں۔

سورہ فاتحہ نماز کے ارکان میں سے ہے اس کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوگی فرضی ہو یا نفلی یا جنازہ' جہری نماز ہو یا سری' نمازی اکیلا ہو یا امام یا مقتدی' ہر حالت میں نماز میں سورت فاتحہ پڑھنا ضروری ہے' اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ اس مختصر رسالہ میں چند احادیث مبارکہ ذکر کی جاتی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سب مسلمانوں کو تعصب سے بچائے اور احادیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وکتبہ

ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی

احادیثِ نبوی ﷺ

حدیث نمبر 1

بروایت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

عن عبادة بن الصامت رضی اللہ عنه ان رسول اللہ ﷺ قال لا صلاة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب (صحیح البخاری ص ١٠٤ ج ١)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی۔

یہ حدیث بخاری کے علاوہ مسلم مع النووی صفحہ ۱۶۹ جلد ۱' نسائی صفحہ ۹۲ جلد ۱' ابو داؤد صفحہ ۸۲ جلد ۱' ترمذی صفحہ ۳۴ جلد ۱' ابن ماجہ صفحہ ۶۰ جلد ۱' صحیح ابن خزیمہ صفحہ ۲۴۶ جلد ۱' صحیح ابن حبان (ترتیب فارسی) صفحہ ۲۰۴ جلد ۳' المنتقی لابن الجارود صفحہ ۷۲' صحیح ابی عوانہ صفحہ ۱۲۴ جلد ۲' مسند احمد صفحہ ۳۱۴ جلد ۵' مسند الحمیدی صفحہ ۱۹۱ جلد ۱' مصنف عبد الرزاق صفحہ ۹۳ جلد ۲' مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۶۰ جلد ۱' مسند شافعی صفحہ ۱۲' سنن دارمی صفحہ ۲۲۸ جلد ۱' الدار قطنی صفحہ ۳۳۱ جلد ۱' البیہقی صفحہ ۳۸ جلد ۲' جزء القراءۃ للبخاری صفحہ ۲' جزء القراءۃ للبیہقی صفحہ ۱۱' المعجم الطبرانی الصغیر صفحہ ۷۸ جلد ۱' شرح السنۃ للبغوی صفحہ ۴۵ جلد ۳ وغیرہ اور دوسری کتابوں میں مروی ہے۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے جزء رفع الیدین صفحہ ۷ میں اس حدیث کو متواتر کہا ہے۔ یہ حدیث اپنے مطلب میں واضح ہے کہ کوئی بھی نماز سورہ فاتحہ کے بغیر درست

نہ ہوگی۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس حدیث پر اس طرح باب قائم کیا ہے "باب وجوب القراءۃ للامام و الماموم فی الصلوات کلھا فی الحضر و السفر یجھر فیھا و یخافت" یعنی یہ باب ہے اس بیان میں کہ قراءت یعنی سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ہر نمازی کے لئے فرض ہے امام ہو یا مقتدی، سفر میں ہو یا حضر میں، نماز میں قراءت جہری ہو یا سری۔

امام ابن عبد البر "التمہید" صفحہ ۴۳ جلد ۱۱ میں فرماتے ہیں۔ "لم یخص اماما من ماموم و لا منفرد" یعنی یہ حدیث عام ہے اس میں امام یا مقتدی یا اکیلے نمازی کیلئے تخصیص نہیں ہے بلکہ سب کے لئے حکم ہے۔

الکرمانی شرح البخاری صفحہ ۱۲۴ جلد ۵ میں ہے کہ

"و فیه دلیل علی ان قراءۃ الفاتحة واجبة علی الامام و الماموم و المنفرد فی الصلوات کلھا"۔

یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ تمام نمازوں میں خواہ امام ہو یا مقتدی ہو یا اکیلے سب پر سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔

اسی طرح قسطلانی شرح البخاری میں بھی ہے۔

حدیث نمبر 2

بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال من صلی صلاۃ لم یقرأ فیھا بام القرآن فھی خداج ثلاثا غیر تمام ۔ فقیل لابی ھریرۃ انا نکون وراء الامام فقال اقرأ بھا فی نفسك فانی سمعت رسول

اللہ ﷺ یقول قال اللّٰہ تعالیٰ قسمت الصلاۃ بینی و بین عبدی نصفین و لعبدی ما سأل' فاذا قال العبد ﴿الحمد للّٰہ رب العالمین﴾قال اللّٰہ تعالیٰ حمدنی عبدی واذاقال ﴿الرحمن الرحیم﴾قال اللّٰہ اثنی علی عبدی ' فاذا قال ﴿مالک یوم الدین﴾ قال مجدنی عبدی و قال مرۃ فوض الی عبدی فاذا قال ﴿ایاک نعبد و ایاک نستعین﴾ قال ھذا بینی و بین عبدی و لعبدی ما سأل ' فاذا قال ﴿اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم و لا الضالین﴾ قال ھذا لعبدی و لعبدی ما سأل۔ (صحیح مسلم صفحہ ۱۷۰ جلد ۱ مع النووی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شخص نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو وہ نماز خداج (ادھوری) ہے تین بار فرمایا کہ نا مکمل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے پوچھا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں (تو پھر کیا کریں) انہوں نے فرمایا پھر آہستہ آہستہ اپنے دل میں پڑھا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کیا ہے اور میرے بندے کے لئے وہ کچھ ہے جو اس نے مانگا۔ بندہ جب "الحمد للّٰہ رب العالمین "(سب تعریفات اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی ہے اور جب بندہ "الرحمن الرحیم"(مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناء کی اور جب بندہ "مالک یوم الدین" (جزاء کے دن کا مالک

ہے) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بڑائی اور بزرگی بیان کی اور اپنے کام میرے سپرد کئے ہیں' اور جب بندہ "ایاك نعبد و ایا ك نستعین" (خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لئے ہے جو اس نے مانگا (یعنی بندہ میری عبادت کرے اور میں اس کی مدد کروں اور اس کا سوال پورا کروں) اور جب بندہ "اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم و لا الضالین" (ہمیں سیدھے راستے پر چلا جس پر تیرے انعام یافتہ بندے چلے اور نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب ہوا یا جو گمراہ ہوئے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ حصہ میرے بندے کیلئے ہے اور بندے کیلئے (اس سے بھی زیادہ میرے پاس ہے) جو اس نے مانگا۔

نیز یہ حدیث مؤطا امام مالک صفحہ ۲۸۔۲۹' نسائی صفحہ ۹۲ جلد ا' ابو داؤد صفحہ ۸۲ جلد ا' ترمذی صفحہ ۱۱۹ جلد ا' جزء القراءۃ للبیھقی صفحہ ۱۶' الدار قطني صفحہ ۳۱۲ جلد ا وغیرہ کتابوں میں مروی ہے۔

اس سے مسئلہ بخوبی واضح ہو گیا اور چند مقامات قابل غور ہیں۔

(الف) سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نا مکمل ہے' اور ہمیں نماز مکمل پڑھنے کا حکم ہے' پھر نا مکمل نماز کیسے قبول ہو گی؟ اس لئے سورہ ہر رکعت میں پڑھنا فرض ہے۔

(ب) جس نماز میں سورہ فاتحہ نہیں ہے اس نماز کو خداج کہا گیا ہے اور خداج اس کچے حمل کو کہتے ہیں جسے اونٹنی وقت سے پہلے گرا دے۔ جیسا کہ لغت کی عام کتابوں میں ہے۔ مثلاً لسان العرب' القاموس' تاج العروس' المصباح ' المنبر' اقرب الموارد' اساس البلاغۃ للزمخشری' وغیرھا من کتب اللغۃ۔

پس سورہ فاتحہ سے خالی نماز کو اتنی بے کار چیز سے تشبیہ دی گئی اور اس کا نام خداج رکھا گیا تو وہ نماز درست کیسے کہلائے گی؟

حافظ ابن عبد البر "الاستذکار" شرح مؤطا صفحہ ۱۶۷۔۱۶۸ جلد ۶ میں تحریر کرتے ہیں۔

"و فی حدیث ابی هریرة هذا من الفقه ایجاب قراء ة فاتحة الکتاب فی کل صلاة و ان الصلاة اذا لم یقرأ فیها فاتحة الکتاب فهی خداج وان قرئ فیها بغیرها من القرآن و الخداج : النقصان و الفساد من قولهم اخدجت الناقة و خدجت ' اذا ولدت قبل تمام وقتها (و قبل تمام الخلق) و ذلك نتاج فاسد ...... و قد زعم من لم یوجب قراء ة فاتحة الکتاب فی الصلاة و قال هی و غیرها سواء و ان قوله خداج یدل علی جواز الصلاة لانه نقصان و الصلاة الناقصة جائزة و هذا تحکم فاسد۔ و النظر یوجب فی النقصان الا تجوز معه الصلاة لانها صلاة لم تتم و من خرج من صلاة قبل ان یتمها فعلیه اعادتها تامة کما امر علی حسب حکمها و من ادعی انها تجوز مع اقراره بنقصها فعلیه الدلیل و لا سبیل الیه من وجه یلزم و اللّٰه اعلم"۔

یعنی ابو ہریرہ سے مروی اس حدیث سے فقہی مسئلہ نکلتا ہے کہ ہر نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور جس نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی وہ ناقص اور فاسد ہے۔ اگرچہ سورہ فاتحہ کے علاوہ کتنا ہی قرآن کیوں نہ پڑھا گیا ہو۔ اور یہی مطلب خداج کا ہے جیسے کہتے ہیں "اخدجت الناقة" یعنی اونٹنی نے وقت پورا ہونے سے پہلے کچا حمل گرا

دیا۔ اور ان لوگوں کا یہ خیال غلط ہے جو کہتے ہیں کہ نامکمل نماز ادھوی ہونے کے باوجود ہو جائے گی۔ یہ غلط اور فاسد فیصلہ ہے کیونکہ تحقیق کے مطابق کمی والی صورت میں نماز مکمل نہ ہوگی اور جو نماز مکمل نہیں وہ جائز کیسے ٹھہری ؟ اور جو آدمی نماز کے مکمل کرنے سے پہلے اس سے نکل جائے تو اس پر حق ہے کہ دوبارہ مکمل نماز پڑھے جیسے اس کو حکم دیا گیا ہے جو شخص اقرار کرتا ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص ہے پھر بھی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نماز جائز ہے تو اس پر اس کو دلیل دینی چاہئے جس کے بغیر دوسرا کوئی راستہ نہیں۔

(ج) اس حدیث میں الفاظ ہیں کہ "من صلی صلاۃ ......الخ یعنی جس نے بھی نماز پڑھی اور وہ کوئی سی بھی نماز ہو اور دوسری حدیث میں ہے کہ "کل صلاۃ لا یقرأ فیھا بام الکتاب فھی خداج" (جزء القراء ۃ للبیھقی صفحہ ۲۱) یعنی ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی وہ ناقص اور ادھوری ہے۔ اور ہر نمازی کیلئے یہی عام حکم ہے۔ امام ' مقتدی یا اکیلا ہو ' کوئی بھی نماز ہو جہری ہو یا سری ہو ' کوئی بھی نماز سورہ فاتحہ کے بغیر مکمل نہیں ہوگی بلکہ ادھوری رہے گی حالانکہ ہمیں مکمل نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

(د) حدیث کے راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی مفہوم سمجھا ہے جب ان سے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواباً کہا کہ سورہ فاتحہ آہستہ پڑھا کر جس سے ثابت ہوا کہ اس حدیث میں سب کو سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے کیونکہ "الراوی ادری بمرویتہ" یعنی راوی اپنی روایت کے مطلب کو زیادہ بہتر جانتا ہے۔

(ہ) بلکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی کے متعلق دوسری حدیث بطور دلیل کے پیش کی ہے جس میں سورہ فاتحہ کو ہی نماز کہا گیا ہے۔ اس حدیث میں نماز کی تقسیم اور سورہ فاتحہ کی تقسیم کا ذکر ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ سورہ فاتحہ خود بھی نماز ہے '

اس کے بغیر نماز نہیں ہو گی۔

(و) نیز جو لوگ مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے سے روکتے ہیں وہ غور کریں کہ اس کے پاس کیا باقی رہا جو اس کے اور اس کے رب کے درمیان تقسیم کیا جائے؟ بلکہ اپنے رب سے ایسی مناجات' دعا اور جواب سے محروم رہے گا اس لئے سورہ فاتحہ ہر نمازی کے لئے ضروری ہے۔

حدیث نمبر 3

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت

عن عبادة بن الصامت رضی اللّٰہ عنه قال كنا خلف النبی ﷺ فی صلاة الفجر فثقلت علیه القرائة فلما فرغ قال لعلكم تقرء ون خلف امامكم ؟ قلنا نعم یا رسول اللّٰه ! قال :لا تفعلوا الا بفاتحة الكتاب فانه لا صلاة لمن لم یقرأ بها ۔ رواه ابو داؤد و الترمذی و النسائی معناه و فی روایة لابی داؤد قال و انا اقول مالی ینازع القرآن فلاتقرء وا بشیء من القرآن اذا جهرت الا بام القرآن ۔(مشكوة صفحه ۸۱)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے پھر آپ ﷺ نے قراءت کی اور آپ ﷺ پر قراءت بھاری اور مشکل ہو گئی پھر جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تب فرمایا کہ شاید تم اپنے امام کے پیچھے قرآن پڑھتے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: ایسے نہ کیا کرو سوائے سورہ فاتحہ کے (یعنی صرف سورہ فاتحہ پڑھا کرو) کیونکہ

جس شخص نے بھی سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہو گی۔ اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی کہہ رہا تھا کیا ہو گیا ہے قرآن مجھ سے جھگڑا کر رہا ہے۔ پس جب میں جہر سے نماز پڑھاؤں تو سورہ فاتحہ کے سوا کچھ بھی نہ پڑھو۔

صحت حدیث :

امام ترمذی نے ترمذی صفحہ ۴۱ جلد ۱ میں اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

امام خطابی معالم السنن شرح ابی داؤد صفحہ ۲۰۵ جلد ۱ میں فرماتے ہیں کہ :

”ھذا الحدیث نص بان قراء ۃ فاتحۃ الکتاب علی من صلی خلف الامام سواء جھر الامام بالقراء ۃ او خافت بھا ۔ و اسنادہ جید لا طعن فیہ“۔

یعنی یہ حدیث صاف اور واضح ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے خواہ وہ نماز جہری ہو یا سری۔ اور اس حدیث کی سند بالکل عمدہ ہے اس پر کوئی جرح نہیں ہے۔

اور حافظ ابن حجر الدرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ صفحہ ۱۶۴ میں فرماتے ہیں ”و اخرجہ ابو داؤد باسناد رجالہ ثقات“ یعنی حدیث ابو داؤد میں ہے اس کے راوی ثقہ ہیں۔

نیز التلخیص جلد ۱ صفحہ ۲۳۱ میں فرماتے ہیں ابو داؤد ‘ ترمذی ‘ دار قطنی ‘ ابن حبان ‘ حاکم اور بیہقی ان سب نے صحیح کہا ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی السعایۃ شرح شرح الوقایۃ صفحہ ۳۰۳ جلد ۲ میں لکھتے ہیں کہ :

”و قد ثبت بحدیث عبادۃ و ھو حدیث صحیح قوی السند امرہ ﷺ بقراء ۃ الفاتحۃ للمقتدی“۔

یعنی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت اور صحیح ہے اور اس کی سند قوی ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے مقتدی اور امام کو سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

اعتراض :۔

اس حدیث پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس حدیث کی سند میں محمد بن اسحاق راوی ہے جس پر جرح کی گئی ہے۔ مگر یہ اعتراض غلط ہے۔کیونکہ امام محمد بن اسحاق مشہور ثقہ راوی ہے۔خود علماء حنفیہ اس کو ثقہ مانتے ہیں۔

حنفی مذہب کے مشہور امام ابن الہمام فتح القدیر شرح الہدایہ صفحہ ۳۰۱ جلد ا میں لکھتے ہیں کہ "

امام ابن اسحاق فثقة ثقة لا شبهة عندنا فی ذلك و لا عند محققی المحدثین "۔

یعنی امام ابن اسحاق ثقہ ہے اس کے بارے میں ہمیں اور محقق محدثین کو کوئی شبہ نہیں۔

شرح منیۃ المصلی میں ہے کہ "و الحق فی ابن اسحاق التوثیق " یعنی ابن اسحاق کا ثقہ ہونا حق ہے۔

اور علامہ لکھنوی السعایة صفحہ ۳۰۷ جلد ا میں فرماتے ہیں کہ "ان المرجح فی ابن اسحاق التوثیق" یعنی راجح قول کے مطابق ابن اسحاق ثقہ ہے۔اور علامہ سلام اللہ حنفی مؤطا کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حق بات یہ ہے کہ ابن اسحاق ثقہ ہے اس لئے اس کی حدیث کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ نیز ابن اسحاق اکیلا نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ زید بن واقد بھی اس حدیث کا راوی ہے جس کی حدیث دار قطنی

صفحہ ۳۱۹ جلد ا' جزء القراءۃ للبخاری صفحہ ۷ اور جزء القراء ۃ للبیھقی ۴۲ وغیرہ میں مروی ہے۔

الغرض یہ حدیث صحیح اور اپنے مطلب میں واضح ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے ضرور سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر مقتدی کو فرمایا کہ جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوگی اور نماز بھی فجر کی تھی جس میں جہری قراءت ہوتی ہے۔ نیز آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ جب میں جہراً پڑھوں تو میرے پیچھے سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا کرو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہری نماز میں سورہ فاتحہ کے علاوہ قرآن کی کوئی اور سورت پڑھنا منع ہے نہ کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا منع ہے بلکہ اس کے پڑھنے کا حکم ہے۔ اس حدیث کے سننے کے بعد کوئی بھی مسلمان امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے میں سستی نہیں کرے گا۔

حدیث نمبر 4

بروایت محمد بن ابی عائشہ

عن محمد بن ابی عائشة عن رجل من اصحاب النبی ﷺ قال قال النبی ﷺ لعلکم تقرء ون و الامام یقرأ مرتین او ثلاثا ۔ قالوا یارسول اللّٰہ ! انا لنفعل ۔ قال: فلا تفعلوا الا ان یقرأ احدکم بفاتحة الکتاب۔(مسند احمد صفحه ۲۳٦ جلد ٤)

محمد بن ابی عائشہ ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شاید تم امام کے پیچھے پڑھتے ہو جب امام پڑھتا ہے؟ (یہ بات) آپ ﷺ نے دو یا تین بار فرمائی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح نہ کیا

کرو بلکہ تم میں سے ہر ایک صرف سورہ فاتحہ پڑھے۔

نیز یہ حدیث جزء القراءۃ للبخاری ص ۱۸ اور جزء القراءۃ للبیھقی صفحہ ۱۵ میں بھی مروی ہے۔ امام بیھقی فرماتے ہیں کہ

”ھذا حدیث صحیح احتج بہ محمد بن اسحاق بن خزیمۃ رحمہ اللّٰہ فی جملۃ ما احتج فی الباب“۔

یعنی یہ حدیث صحیح ہے اور امام ابن خزیمہ نے اس سے دلیل لی ہے کہ اس حدیث میں بھی مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے۔

حدیث نمبر 5

بروایت انس رضی اللہ عنہ

عن انس رضی اللّٰہعنہ ان النبی ﷺ صلی باصحابہ فلما قضی صلاتہ اقبل علیھم بوجھہ فقال اتقرء ون فی صلاتکم و الامام یقرأ ؟ فسکتوا فقال ثلاث مرات ۔ فقال قائل او قائلون انا لنفعل قال لا تفعلوا و لیقرأ احدکم بفاتحۃ الکتاب فی نفسہ۔

(جزء القراءۃ للبخاری صفحہ ۵۹)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو نماز پڑھائی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو ان کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ کیا تم امام کے پیچھے پڑھتے ہو جب امام پڑھ رہا ہوتا ہے ؟ وہ سب خاموش رہے۔ آپ نے یہ تین بار فرمایا۔ پس انہوں نے عرض کیا ہم اس طرح کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح نہ کیا کرو بلکہ تم میں سے ہر ایک صرف سورہ فاتحہ اپنے دل میں پڑھ لیا کرے۔

یہ حدیث صحیح ابن حبان (ترتیب فارسی) صفحہ ۳۳۷ جلد ۳ میں بھی ہے۔ اور ابن حبان نے اس حدیث کو محفوظ کہا ہے۔ اور علامہ نور الدین ہیثمی مجمع الزوائد صفحہ ۱۱۰ پر یہ حدیث لاکر فرماتے ہیں کہ: "رواہ ابو یعلی موصلی و الطبرانی فی الاوسط و رجالہ ثقات" یعنی یہ حدیث مسند ابو یعلی موصلی اور معجم الطبرانی اوسط میں بھی مروی ہے اور اس کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں۔ اس حدیث میں بھی مقتدیوں کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے۔

حدیث نمبر 6

بروایت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ ﷺ اتقرء ون خلفی ؟ قالوا نعم ! لنہذ ھذا ۔ قال لا تفعلوا الا بام القرآن۔

(جزء القراءۃ صفحہ ۱۷)

عمرو بن شعیب اپنے والد وہ اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میرے پیچھے (نماز میں) قراءت کرتے ہو؟ ہم نے عرض کی ہاں جلدی پڑھ لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے نہ کیا کرو سوائے سورہ فاتحہ کے (یعنی صرف سورہ فاتحہ پڑھا کرو بس)

یہ حدیث جزء القراءۃ للبیہقی صفحہ نمبر ۵۳ میں بھی ہے۔ اس حدیث سے بھی واضح ہے کہ مقتدی کو بھی سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے اور منع صرف قرآن کی کسی دوسری سورت (فاتحہ کے علاوہ) کے متعلق ہے۔

حدیث نمبر 7

بروایت اہل بادیہ

عن رجل من اهل البادية عن ابيه و كان ابوه اسيرا عند رسول الله ﷺ و قال لاصحابه تقرء ون خلفي القرآن ؟ فقالوا يار سول الله ! نهذه هذا قال لا تقرء وا الا بفاتحة الكتاب۔

(جزء القراءۃ للبيهقي صفحه ٥٣)

ایک اعرابی اپنے والد سے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدی بنا کر لایا گیا تھا (اور بعد میں مسلمان ہو گیا تھا) سے روایت کرتا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ صحابہ کو فرمارہے تھے کیا تم میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم جلدی جلدی پڑھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھا کرو۔

حدیث نمبر 8

عبادہ بن صامت کی ایک اور روایت

عن عبادة بن الصامت رضى اللهعنه ان رسول الله ﷺ قال من صلى خلف الامام فليقرأ بفاتحة الكتاب (مسند الشامين للطبراني صفحه ٤٥٤۔٤٤١ قلمى)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے وہ سورہ فاتحہ ضرور پڑھے۔

صحت حدیث :۔

اس حدیث کو امام سیوطی نے الجامع الصغیر صفحہ ۷۴ اجلد ا میں حسن کہا ہے اور علامہ ہیثمی مجمع الزوائد صفحہ ۱۱۱ جلد ۲ میں فرماتے ہیں "رجاله موثوقون" یعنی اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ اور علامہ علقمی نے شرح الجامع الصغیر میں اس حدیث کو حسن مانا ہے۔ اس حدیث میں بالکل وضاحت سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے۔

حدیث نمبر 9

بروایت مہران رضی اللہ عنہ

عن عبد الرحمن بن سوار قال كنت عند عمرو بن ميمون بن مهران فقال له رجل من اهل الكوفة يا ابا عبدالله بلغني انك تقول من لم يقرأ خلف الامام بام القرآن فصلاته خداج ۔ قال عمرو صدق حدثني ابى ميمون بن مهران عن ابيه مهران عن النبى ﷺ انه قال من لم يقرأ بام الكتاب خلف الامام فصلاته خداج ۔

(جزء القراءة للبيهقي صفحه ۵۲)

عبد الرحمٰن بن سوار سے روایت ہے کہ میں عمرو بن میمون بن مہران کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کوفے کے ایک شخص نے کہا کہ اے ابو عبد اللہ (یہ عمرو بن میمون کی کنیت ہے) مجھے خبر ملی ہے کہ تو کہتا ہے جو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز خداج (ادھوری) ہے۔ عمرو بن میمون نے کہا کہ یہ بات سچی ہے۔ حدیث بیان کی مجھے میرے والد میمون نے وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد مہران رضی اللہ عنہ سے وہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ نے فرمایا جو بھی شخص امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز خداج (ادھوری) ہے۔

حدیث نمبر 10

عبادہ بن صامت کی ایک اور روایت

عن عبادة بن الصامت رضی اللّٰہعنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب خلف الامام قال ابو الطيب قلت لمحمد بن سليمان خلف الامام؟ قال : خلف الامام ۔ و هذا اسناد صحيح و الزيادة التي فيه كالزيادة التي في حديث مكحول و غيره فهي عن عبادة بن الصامت رضی اللّٰہ عنه صحيحة مشهورة من اوجه كثيرة و عبادة بن الصامت رضی اللّٰہ عنه من اكابر اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ و فقهائهم۔ (جزء القراءة للبيهقی صفحه ٤٧)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے بھی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہے۔ راوی ابو طیب کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد محمد بن سلیمان سے پوچھا کہ امام کے پیچھے ؟ (یعنی یہ الفاظ حدیث میں ہیں ؟) تو انہوں نے کہا ہاں۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور یہ زیادتی (امام کے پیچھے) صحیح ہے۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بڑے اکابر فقہاء صحابہ میں سے ہیں ان سے بیشتر سندوں سے احادیث مروی ہیں جو اسی مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ یعنی کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی۔

حدیث نمبر 11

بروایت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن عبد الله بن عمرو ان رسول الله ﷺ خطب الناس فقال من صلی صلاة مکتوبة او سبحة فلیقرأ فیها بام القرآن و قرآن معها فان انتهی الی ام القرآن اجزأت عنه و من کان مع الامام فلیقرأ بام القرآن قبله اذا سکت و من صلی صلاة لم یقرأ فیها بام القرآن فهی خداج فهی خداج ۔

(جزء القراءة للبیهقی صفحه ٥٤)

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا جو شخص فرضی نماز یا نفلی نماز پڑھے تو وہ ضرور سورہ فاتحہ پڑھے اور اس کیساتھ ساتھ مزید قرآن بھی پڑھے اگر سورہ فاتحہ پر اکتفا کرتا ہے پھر بھی کافی ہے۔ جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے وہ بھی ضرور سورہ فاتحہ پڑھے اور امام کے قراءت شروع کرنے سے پہلے پہلے پڑھ لے جس نے بھی نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی وہ نماز ادھوری ہے' ادھوری ہے۔

اس روایت کی امام بیہقی نے متعدد اسناد نقل کی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا خطبہ میں سورہ فاتحہ کے پڑھنے کا حکم دینا اس مسئلے کا اہم ترین ہونا ظاہر کر رہا ہے۔

حدیث نمبر 12

بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

عن ابی هریرہ رضی اللهعنه قال امرنی رسول الله ﷺ ان انادی لا

صلاۃ الا بقراء ۃ فاتحۃ الکتاب فمازاد۔(جزء القراء ۃ للبخاری صفحہ ۲۵)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں مدینے میں منادی کروں کہ سورہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی پھر اس سے زیادہ قراءت (بھی کر سکتا ہے)۔

جزء القراء ۃ للبیہقی صفحہ ۱۴ میں یہ روایت ان الفاظ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ

"اخرج فناد فی ا لناس ان لا صلاۃ الا بقراء ۃ فاتحۃ الکتاب فمازاد"۔

یعنی باہر نکل کر لوگوں میں منادی کر کہ سورہ فاتحہ کے بغیر کوئی بھی نماز نہیں ہوتی پھر اس سے زیاد کچھ (قراءت بھی کر سکتا ہے) اور یہ الفاظ بھی ہیں کہ

قال امرنی رسول اللہ ﷺ ان انادی فی المدینۃ انہ لا صلاۃ الا بقراءۃ ولو بفاتحۃ الکتاب۔

یعنی مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں مدینہ میں منادی کروں کہ کوئی بھی نماز قراءت کے بغیر نہیں ہوتی اگرچہ صرف سورہ فاتحہ ہی ہے۔

ثابت ہوا کہ سورہ فاتحہ فرض اور ضروری ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اس حدیث سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے کیونکہ عام منادی کرانے سے یہی ظاہر ہوتا ہے اور وہ سب لوگ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے والے تھے جب مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنا منع تھا تو منادی میں اس بات کی وضاحت کر دی جاتی مگر مطلق حکم دیا گیا کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوگی اس لئے ہر نماز کیلئے سورہ فاتحہ ضروری ہے۔

حدیث نمبر 13

حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده انهم كانوا يقرء ون خلف رسول الله ﷺ اذا انصت فاذا قرأ لم يقرء وا و اذا انصت قرء وا و كان رسو ل الله ﷺ يقول كل صلاة لا يقرأ فيها بام القرآن فهى خداج ـ(جزء القراءة للبيهقى صفحه ٦٩)

عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ اپنے دادا یعنی عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے قراءت کرتے تھے جس وقت آپ ﷺ خاموش ہوتے اور جب آپ ﷺ قراءت کرتے تو مقتدی خاموش رہتے اور پھر رسول اللہ ﷺ خاموش ہوتے تو مقتدی قراءت کرتے اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے جس نماز میں سورہ فاتحہ نہیں وہ نماز خداج (ادھوری) ہے۔

حدیث نمبر 14

بروایت جابر رضی اللہ عنہ

عن جابر ذكر قصة معاذ قال قال يعنى النبى ﷺ للفتى كيف تصنع يا ابن اخى اذا صليت ؟ قال اقرأ بفاتحة الكتاب و اسأل الله الجنة و اعوذ به من النار و انى لا ادرى ما دندنتك و لا دندنة معاذ فقال النبى ﷺ انى و معاذ حول هاتين اونحو هذا ـ(ابو داؤد صفحه ١١٦)

معاذ رضی اللہ عنہ کے واقعے سے متعلق جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے اس نوجوان سے پوچھا تو نماز میں کس طرح کرتا ہے؟ اس نے کہا میں سورہ فاتحہ پڑھتا ہوں اور اللہ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم سے پناہ طلب کرتا ہوں، مجھے آپ کے اور معاذ کے طریقے کا پتہ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم دونوں کا بھی یہی طریقہ ہے۔

ناظرین!

اس نوجوان کا نام سلیم تھا اور وہ انصاری تھا اور معاذ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھتا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس معاذ رضی اللہ عنہ کی نماز کی طوالت کی شکایت کرنے آیا تھا۔ ثابت ہوا مقتدی رسول اللہ ﷺ کے دور میں بھی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس نوجوان نے یہ حقیقت بتائی تو آپ ﷺ نے اس کو یہ نہیں کہا کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھا کرو تجھے امام کی قراءۃ ہی کافی ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ تک فرمایا کہ ہم دونوں کا بھی یہی طریقہ ہے۔

حدیث نمبر 15

بروایت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ

عن کثیر بن مروۃ سمع ابا الدرداء سئل النبی ﷺ افی کل صلاۃ قراءۃ؟ قال نعم۔(جزء القراءۃ للبخاری صفحہ ٦)

کثیر بن مروہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کیا ہر نماز میں قراءۃ کرنی چاہیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

یہاں قراءت سے مراد سورہ فاتحہ ہے جیسے دوسری احادیث سے واضح ہے اس

حدیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ خاموش ہو کر کھڑے رہنے سے نماز نہیں ہوتی اور ایسی نماز کسی کام کی نہیں ہوتی بلکہ اس میں سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔

حدیث نمبر 16

بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

عن ابی هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من صلى صلاة مكتوبة مع الامام فليقرأ فاتحة الكتاب فى سكتاته و من انتهى الى ام القرآن فقد اجزأه۔ (المستدرك للحاكم صفحه ۲۳۸ جلد ۱)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو اور وہ نماز فرضی ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ امام کے **خاموش ہونے** کے دوران سورہ فاتحہ پڑھے جس نے صرف سورہ فاتحہ ہی پڑھی (کوئی دوسری سورت نہیں ملائی) تو وہ اس کے لئے کافی ہے۔

فائدہ: امام حاکم نے اس حدیث کی سند کو مستقیم کہا ہے۔

ناظرین:۔

یہ سولہ احادیث ذکر کی گئی ہیں جن سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ہر حالت میں پڑھنی چاہئے اگر کوئی شخص امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھے گا تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث ملنے کے بعد کسی بھی مسلمان کو اس مسئلے کے بارے میں کوئی تردد یا شک نہیں کرنا چاہئے' اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار ذکر کئے جاتے ہیں جو کہ جزء القراءۃ للبخاری' جزء القراءۃ للبیہقی 'الدار قطنی 'سنن الکبری للبیہقی سے لئے گئے ہیں۔

آثارِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حدیث نمبر 13 میں عام صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں گزرا کہ وہ جب رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے تو سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ اس کے بعد نام بنام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار ذکر کیے جاتے ہیں۔

اثر نمبر 1

از عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

عن یزید بن شریك انه سئل عمر عن القراء ة خلف الامام فقال اقرأ بفاتحة الکتاب قلت ان کنت انت ؟ قال و ان کنت انا۔ قلت و ان جهرت ؟ قال و ان جهرت ۔ رواته کلهم ثقات ۔

(الدارقطنی صفحه۳۱۷ جلد ۱)

یزید بن شریک سے روایت ہے کہ اس نے عمر رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قراءت کرنے کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ پڑھا کرو۔ میں نے عرض کی اگر آپ نماز پڑھا رہے ہوں ؟ انہوں نے جواب دیا اگرچہ میں نماز پڑھا رہا ہوں۔ میں نے عرض کی اگر آپ قراءت بالجہر کر رہے ہوں ؟ انہوں نے جواب دیا اگرچہ میں قراءت بالجہر ہی کر رہا ہوں۔ امام دار قطنی فرماتے ہیں کہ اس اثر کے سب راوی ثقہ ہیں۔

اثر نمبر 2

از علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

عن علی بن ابی طالب رضی اللهعنه انه کان یأمر و یحب ان یقرأ

خلف الامام فی الظهر و العصر بفاتحة الكتاب و سورة و فی الاخريين بفاتحة الكتاب ۔(جزء القراءة للبخاری صفحه ١٥)

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حکم دیتے اور پسند کرتے تھے کہ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھی جائے جبکہ آخر دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھی جائے۔

اور جزء القراءة للبیہقی صفحہ ٦٢ میں ہے

"ان عليا رضی الله عنه كان يأمر بالقراءة خلف الامام"۔

یعنی علی رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قراءت کرنے کا حکم دیتے تھے۔

اثر نمبر 3

از ابن مسعود رضی اللہ عنہ

عن ابی مريم سمعت ابن مسعود رضی الله عنه يقرأ خلف الامام ۔

(جزء القراءة للبخاری صفحه ١٥-١٦)

ابو مریم سے روایت ہے کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا وہ امام کے پیچھے قراءت کر رہے تھے۔

اثر نمبر 4

از ابن عباس رضی اللہ عنہ

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال اقرأ خلف الامام جهر او لم يجهر ۔(جزء القراءة للبیہقی صفحه ٦٤)

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے پڑھا کرو چاہے امام جہری قراءت کر رہا ہو یا سری۔

دوسری روایت میں ہے کہ

عن ابن عباس رضی اللّٰہعنه قال لا تدع فاتحة الكتاب جهر الامام او لم يجهر۔

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر حال میں سورہ فاتحہ پڑھا کرو چاہے امام جہری قراءت کر رہا ہو یا سری۔

اثر نمبر 5

از ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

عن عبداللّٰه بن ابی الهذيل قال سألت ابی بن كعب رضی اللّٰہعنه اقرأ خلف الامام ؟ قال نعم ۔ و عن ابی المغيرة عن ابی بن كعب رضی اللّٰہعنه انه كان يقرأ خلف الامام ۔

(جزء القراءة للبيهقی صفحه ٦٢)

عبد اللہ بن ابی ہذیل سے روایت ہے کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا میں امام کے پیچھے قراءت کروں ؟انہوں نے کہا ہاں۔ابو مغیرہ سے روایت ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قراءۃ کرتے تھے۔

اثر نمبر 6

از ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

عن ابی نضرة قال سألت اباسعيد عن القراءة خلف الامام فقال

فاتحة الكتاب ـ (جزء القراءة للبخاری صفحه ٦٢)

ابو نضرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قراءۃ کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔

اثر نمبر 7

از عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

عن الحسن حدثنی عمران بن حصين قال لا تزكوا صلاة مسلم الا بطهور و ركوع و سجود و فاتحة الكتاب و راء الامام و غير الامام ـ (جزء القراءة للبیهقی صفحه ٦٨)

حسن سے روایت ہے کہ مجھے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ مسلمان کی نماز اس وقت تک پاکیزہ نہیں ہو سکتی جب تک اس میں پاکیزگی' رکوع' سجود اور سورہ فاتحہ نہ ہو' خواہ وہ امام کے پیچھے ہو یا امام کے بغیر ہو۔

اثر نمبر 8

از عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ

عن محمود بن الربيع قال صلينا صلاة و الى جنبى عبادة بن الصامت فسمعته يقرأ بفاتحة الكتاب ـ فلما فرغنا قلت يا ابا الوليدالم اسمعك قرأت فاتحة القرآن؟ قال : اجل انه لا صلاة الا بها ـ (جزء القراءة للبیهقی صفحه ٧٥)

محمود بن ربیع کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھ رہے تھے میرے ساتھ عبادہ بن صامت رضی

اللہ عنہ کھڑے تھے میں نے سنا وہ سورہ فاتحہ پڑھ رہے تھے۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا اے ابو الولید آپ سورہ فاتحہ پڑھ رہے تھے ؟ انہوں نے کہا ہاں اس لئے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

اثر نمبر 9

از عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

عن یحییٰ ابن البکاء سئل ابن عمر رضی اللّٰہعنہ عن القراء ۃ خلف الامام فقال ما کانوا یرون بأسا ان یقرأ بفاتحۃ الکتاب فی نفسہ۔

(جزء القراء ۃ للبخاری صفحہ ١٤ـ١٥)

یحییٰ بن بکاء کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا انہوں نے کہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ مقتدی دل میں آہستہ سے سورہ فاتحہ پڑھ لے۔

اور دوسری روایت ہے کہ۔

عن ابی العالیۃ البراء ان عبداللّٰہ بن صفوان قال لابن عمر یا ابا عبد الرحمن افی کل صلاۃ تقرأ ؟ قال انی لاستحی من رب ھذا البیت ان ارکع رکعتین لا اقرأ فیھما بام الکتاب فزائدا او قال فصاعدا۔

(جزء القراء ۃ للبیھقی صفحہ ٦٤)

یعنی ابو العالیۃ البراء سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن صفوان نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ ہر نماز میں قراءت کرتے ہیں ؟ انہوں نے جواب دیا میں اس بیت اللہ کے رب سے شرم محسوس کرتا ہوں کہ کوئی بھی دو رکعتیں نماز پڑھوں اور ان میں سورہ فاتحہ نہ پڑھوں یا اس کے بعد قرآن کی کوئی دوسری سورہ نہ پڑھوں۔

اثر نمبر 10

از ابو ہریرہ و عائشہ رضی اللہ عنہما

عن ابی هريرة و عائشة رضی اللّٰہعنهما كانا يأمران بالقراء ة خلف الامام فی الظهر و ا لعصر فی الركعتين الاوليين بفاتحة الكتاب و شیء من القرآن و كانت عائشة رضی اللّٰہعنه تقول يقرأ فی الاخريين بفاتحة الكتاب ۔(جزء القراء ة للبيهقی صفحه ۸۰)

ابو ہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما دونوں امام کے پیچھے ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور کچھ اور قرآن پڑھنے کا حکم دیتے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھی جائے گی۔

نیز حدیث نمبر دو میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول گزرا کہ انہوں نے امام کے پیچھے آہستہ سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔

اثر نمبر 11

از ابو الدرداء رضی اللہ عنہ

عن حسان بن عطية ان اباالدرداء رضی اللّٰہعنه قا ل لا تترك قراء ة فاتحة الكتاب خلف الامام جهر او لم يجهر ۔

(جزء القراء ة للبيهقی صفحه۶۸)

حسان بن عطیہ سے روایت ہے کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امام جہری قراءت کر رہا ہو یا سری اس کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا ترک نہ کرنا۔

اثر نمبر 12

از انس رضی اللہ عنہ

عن ثابت عن انس قال كان يأمرنا بالقرأة خلف الامام قال و كنت اقوم الى جنب انس فيقرأ بفاتحة الكتاب و سورة من المفصل و يسمعنا قرائته لناخذ عنه ـ (جزء القراءة للبيهقى صفحه ٦٨)

ثابت تابعی کہتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ نے امام کے پیچھے پڑھنے کا حکم دیا تھا اور میں ان کے ساتھ جماعت میں کھڑا ہوتا تھا وہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھتے اور ہمیں سناتے تاکہ ہم بھی سیکھ لیں۔

اثر نمبر 13

از معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

عن ابى شيبة المهرى يقول سأل رجل معاذ بن جبل رضى الله عنه عن القراءة خلف الامام قال اذا قرأ فاقرأ بفاتحة الكتاب و قل هو الله احد و اذا لم تسمع فاقرأ فى نفسك و لا توذ من عن يمينك و لا من عن شمالك ـ (جزء القراءة للبيهقى صفحه ٦٣)

ابو شیبہ مہری کہتے ہیں کہ ایک شخص نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قراءت کرنے کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا جب امام قراءت کر رہا ہو تب تو سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد پڑھ۔ اور جب تو امام کی قراءت نہ سن رہا ہو تو اپنے دل میں آہستہ قراءت کر اور اپنے دائیں طرف والے اور بائیں طرف والے کو ایذاء نہ

دے (یعنی جہر سے نہ پڑھ کہ ان کو تشویش ہو)

اثر نمبر 14

از عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

عن حصين قال صليت الى جنب عبيد اللّٰه بن عبد اللّٰه بن عتبة فسمعته يقرأ خلف الامام فلقيت مجاهدا فذكرت له ذالك ـ فقال مجاهد سمعت عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص يقرأ خلف الامام ـ

(جزء القراءة للبيهقي صفحه ٦٥)

حصین کہتے ہیں کہ میں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ کے ساتھ نماز پڑھی میں نے سنا کہ وہ امام کے پیچھے قراءت کر رہے تھے۔ پھر میں مجاہد تابعی سے ملا اس کو یہ بات بتائی اس نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بھی امام کے پیچھے قراءت کر رہے تھے۔

اثر نمبر 15

از ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ

عن حميد بن هلال ان هشام بن عامر قرأ فقيل له اتقرأ خلف الامام؟ قال انا لنفعل ـ (جزء القراءة للبيهقي صفحه ٦٧)

حمید بن ہلال کہتے ہیں کہ ہشام بن عامر امام کے پیچھے قراءت کر رہے تھے ان کو کہا گیا آپ امام کے پیچھے قراءت کر رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔

اور معجم الکبیر طبرانی میں الفاظ اس طرح ہیں کہ۔

جاء هشام بن عامر الى الصلاة فاسرع المشى فدخل المسجد فى

الصلاۃ و قد حفزہ النفس فجھر بالقراء ۃ خلف الامام فلما قضی صلاتہ قیل لہ اتقرأ خلف الامام ؟ قال انا لنفعل۔

یعنی ہشام بن عامر جلدی جلدی جماعت کو پہنچے تو ان کی سانس پھولی ہوئی تھی اس کے باوجود انہوں نے قراءت کی جو کہ سننے میں آرہی تھی پھر ان سے کہا گیا آپ امام کے پیچھے بھی قراءت کرتے ہیں ؟ انہوں نے جواب دیا ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔

علامہ ہیثمی مجمع الزوائد صفحہ ۱۱۱ جلد ۲ میں لکھتے ہیں کہ "رجالہ موثوقون" یعنی اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔

اثر نمبر 16

از عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ

عن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ انہ کان یقرأ فی الظھر و العصر خلف الامام بفاتحۃ الکتاب و سورۃ فی الاولیین و فی الاخریین بفاتحۃ الکتاب فقط۔ (جزء القراء ۃ للبخاری صفحہ ۱٦)

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔

اثر نمبر 17

از علی و جابر رضی اللہ عنہما

عن علی و جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال لا یقرأ الامام و من خلفہ فی الاولیین الا بفاتحۃ الکتاب و سورۃ و فی الاخریین

بفاتحة الكتاب۔ (جزء القراءة للبيهقي صفحه ٦٧)

امیر المؤمنین علی اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما دونوں کہا کرتے تھے کہ امام اور مقتدی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھا کریں۔

ان آثار اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی یہی عمل تھا یعنی وہ بھی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل اور عامل تھے۔ اس کے بعد کچھ تابعین کے آثار نقل کئے جاتے ہیں۔

آثارِ تابعین رحمهم الله تعالىٰ

اثر نمبر 1

از سعید بن جبیر رحمہ اللہ

عن عبد الله بن عثمان بن خثيم قال قلت لسعيد بن جبير اقرأ خلف الامام ؟ قال نعم ' وان سمعت قرائته انهم قد احدثوا مالم يكونوا يمنعونه ان السلف كان اذا ام احدهم الناس كبر ثم انصت حتى ان يظن من خلفه قد قرأ بفاتحة الكتاب ثم قرأ فانصتوا ۔

(جزء القراءة للبخارى صفحه ٦٢)

عبداللہ بن عثمان بن خثیم کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر سے کہا کہ میں امام کے پیچھے قراءت کروں ؟ انہوں نے کہا ہاں اگرچہ تو امام کی قراءت سن رہا ہو۔ ان لوگوں نے یہ نئی رسم نکالی ہے ورنہ سلف صالحین کا یہ طریقہ تھا کہ اگر ان میں سے کوئی امام بنتا تو تکبیر کہہ کر خاموش رہتا یہاں تک کہ جب اس کو یقین ہو جاتا کہ مقتدیوں نے سورہ فاتحہ پڑھ لی ہے تب امام قراءت کرتا اور مقتدی خاموش رہتے۔

اس سے سلف صالحین کا طریقہ معلوم ہوا کہ وہ سب امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور امام بھی کچھ دیر کیلئے خاموش رہتا تھا تاکہ مقتدی سکون سے سورہ فاتحہ پڑھ لیں۔ لیکن اس وقت لوگوں نے نیا طریقہ ایجاد کر لیا ہے کہ بغیر وقفہ کئے قراءت کرتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔

سعید بن جبیر کبار تابعین میں سے ہیں جن کی بیشتر صحابہ اور کبار تابعین سے

ملاقات رہی ہے جیسے علامہ عبدالحی لکھنوی نے امام الکلام میں حافظ ابن حجر کی کتاب نتائج الافکار سے نقل کیا ہے۔

اثر نمبر 2

از مکحول رحمہ اللہ

کان مکحول یقرأ فی المغرب و العشاء و الصبح بفاتحة الکتاب فی کل رکعة سرا ۔ قال مکحول اقرأ فیما جهر به الامام اذا قرأ بفاتحة الکتاب و سکت سرا فان لم یسکت اقرأ بها قبله او معه او بعده و لا تترکها علی حال۔ (ابو داؤد صفحه ۱۲۷)

شام کے مشہور عالم اور تابعی امام مکحول مغرب' عشاء اور فجر کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ جہری نماز میں ہر حال میں سورہ فاتحہ پڑھا کر یعنی امام وقف کرنے کے دوران اور اگر امام وقف نہ کرے تو اس کی قراءت سے پہلے یا ساتھ ساتھ یا بعد میں' بہر حال ہر حال میں سورہ فاتحہ پڑھا کرو چھوڑا نہ کرو۔

اثر نمبر 3

از عروہ بن زبیر رحمہ اللہ

عن هشام عن ابیه قال یا بنی اقرء وا فیما یسکت الامام و اسکتوا فیما جهر و لا تتم صلاة لا یقرأ فیها بفاتحة الکتاب فصاعدا مکتوبة او مسبحة ۔ (جزء القراءة للبخاری صفحه ٦٢-٦٣)

ہشام بن عروہ اپنے والد عروہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا اے بیٹے!

جب امام پڑھے تو خاموش رہا کر اور جب وہ وقف کرے تو پڑھا کر اس لئے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی چاہے فرض ہو یا نفلی۔ ہاں سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورہ ملا سکتے ہو۔

اثر نمبر 4

از ابو سلمہ رحمہ اللہ

عن ابی سلمة قال للامام سكتتان فاغتنموا القراءة فيهما بفاتحة الكتاب ۔ (جزء القراءة للبخاری صفحه ٦٢)

ابو سلمہ کہتے ہیں کہ امام کے لئے دو سکتے (وقف) ہوتے ہیں ان دونوں میں سورہ فاتحہ پڑھنے کو غنیمت جانو۔

ناظرین! دو سکتے یہ ہیں:

(1) سورہ فاتحہ پڑھ لینے کے بعد جیسے اثر نمبر 1 میں سعید بن جبیر کا قول گزرا۔

(2) مکمل قراءت پڑھ لینے کے بعد رکوع کے لئے تکبیر کہنے سے پہلے کچھ دیر خاموش رہنا جیسے ابو داؤد وغیرہ میں حدیث ہے۔

اثر نمبر 5

از حسن بصری رحمہ اللہ

عن الحسن انه كان يقول اقرأ خلف الامام فی كل ركعة بفاتحة الكتاب فی نفسك ۔ (مصنف ابن ابی شيبة صفحه ٣٧٤ جلد ١)

حسن بصری سے روایت ہے وہ کہا کرتے تھے امام کے پیچھے ہر رکعت میں اپنے دل میں سورہ فاتحہ پڑھا کرو۔

اور امام ابن عبد البر کی کتاب "التمھید" صفحہ ۴۰ جلد ۱۱ میں امام حسن بصری سے روایت ہے کہ

"یقول اقرأ بام القرآن جھر الامام او لم یجھر فاذا جھر ففرغ من ام القرآن فاقرأ بھا انت"۔

یعنی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھا کرو امام جہری قراءت کر رہا ہو یا سری اور جہری قراءۃ میں جو امام سورہ فاتحہ پڑھنے سے فارغ ہو جائے تب پڑھا کر۔

اثر نمبر 6

از عطاء رحمہ اللہ

عن عطاء قال اذا کان الامام یجھر فلیبادر بام القرآن اولیقرأ بعد مایسکت فاذا قرأ فلینصتوا کما قال اللہ عز و جل۔

(مصنف عبد الرزاق صفحہ ۱۳۳ جلد ۲)

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ جب امام جہری قراءت کر رہا ہو تو اس کی قراءت سے پہلے پہلے مقتدی سورہ فاتحہ پڑھ لے یا اس کے خاموش ہونے کے بعد پڑھے۔ اور جب امام پڑھنا شروع کرے تو مقتدی خاموش رہے جیسے کہ اللہ نے حکم دیا ہے۔

یہ روایت جزء القراءۃ للبخاری صفحہ ۱۳۱ میں بھی ہے۔

اثر نمبر 7

از مجاہد رحمہ اللہ

قال مجاھد اذا لم یقرأ خلف الامام اعاد الصلاۃ۔

(جزء القراءۃ للبخاری صفحہ ۱۰)

امام مجاہد کہتے ہیں کہ جس شخص نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کو چاہئے کہ نماز دہرائے۔

اثر نمبر 8

از عامر شرحبیل رحمہ اللہ

امام عامر شرحبیل شعبی فرماتے ہیں کہ

"القراءة خلف الامام فی الظهر و العصر نور الصلاة"۔

(الثقات لابن حبان صفحه ٣٩ جلد ٦)

یعنی ظہر اور عصر میں امام کے پیچھے قراءت کرنا نور ہے۔

اور جزء القراءۃ للبخاری صفحہ ١٠ میں امام بخاری فرماتے ہیں :

قال الحسن و سعید بن جبیر و میمون بن مهران و مالا احصی من التابعین و اهل العلم انه یقرأ خلف الامام و ان جهر و کانت عائشة رضی اللہ عنها تأمر بالقراءة خلف الامام۔

یعنی حسن بصری ؒ سعید بن جبیر ' میمون بن مہران اور دوسرے بے شمار تابعین اور اہل علم کہتے ہیں کہ مقتدی امام کے پیچھے قراءت کرے اگرچہ امام جہر سے قراءت کر رہا ہو اور عائشہ رضی اللہ عنہا بھی قراءت خلف الامام کا حکم دیتی تھیں۔

اور صفحہ نمبر ١٤ طبع دہلی صفحہ نمبر 7 میں فرماتے ہیں۔

و کان سعید بن المسیب و عروة والشعبی و عبیداللہ بن عبد اللہ و نافع بن جبیر و ابو الملیح و القاسم بن محمد وابو مجلز و مکحول و ملك بن عون و سعید بن ابی عروبة یرون القراءة۔

یعنی یہ سب تابعین امام کے پیچھے قراءت کے قائل تھے۔

ناظرین!

اتنی احادیث اور سلف صالحین کا عمل دیکھنے کے بعد کسی مسلمان کو اس مسئلے کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہنا چاہئے مگر اس کے باوجود بعض دوست اپنے خیالات کے مطابق کچھ دلیلیں پیش کر کے لوگوں کو ورغلاتے ہیں۔ یہاں ان دلائل کا ذکر کر کے ان کی کچھ حقیقت ظاہر کی جاتی ہے۔

مخالفین کے دلائل اور ان کی حقیقت

سب سے پہلے ان کی مشہور دلیل سورہ اعراف کی مندرجہ ذیل آیت ہے۔

﴿و اذا قرئ القرآن فاستمعوا له و انصتوا لعلكم ترحمون﴾

جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔
مگر اس آیت کا اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا اور آپ ﷺ ہی اس کو ان سب سے زیادہ جانتے تھے' اپنی زندگی میں اپنے قول و فعل سے اس کی تفسیر کرتے رہے اور آپ ﷺ ہی نے یہ حکم دیا ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھی جائے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ اگر قرآن کریم میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے سے روکا گیا ہوتا تو آپ ﷺ کبھی بھی اس کے پڑھنے کا حکم نہ دیتے کیونکہ آپ ﷺ نے کبھی قرآن کے خلاف کوئی حکم نہیں دیا اور آپ ﷺ نے ہی قرآن پر صحیح عمل کرنے کا طریقہ سکھایا ہے اور یہ مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے اس لئے اس طرح آیت اور صحیح احادیث کا آپس میں ٹکرانا عقیدے کی کمزوری کا نتیجہ ہے بلکہ مسلمانوں کو تمام مسائل قرآن اور احادیث کی روشنی میں سمجھنے چاہئیں۔ اسی وجہ سے امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کچھ لوگ تمہیں قرآن سے دلیل پیش کر کے شبہات پیدا کر کے جھگڑیں گے پس تم ان کو حدیث سے پکڑنا مواخذہ کرنا۔
"فان اصحاب السنن اعلم بكتاب الله "اس لئے کہ حدیث والے (اہل حدیث) ہی قرآن کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ (سنن الدارمی صفحہ ۴۷ جلد ۱)

اس کے علاوہ مضمون خود بتا رہا ہے کہ اس آیت کا اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قرآن کریم میں سیاق سے اس طرح ہے۔

﴿و اذا لم تاتهم بآية قالوا لولا اجتبيتها قل ان اتبع الا ما يوحى الى

من ربی هذا بصائر من ربكم و هدى و رحمة لقوم يؤمنون و اذا قرئ القرآن فاستمعوا له و انصتوا لعلكم ترحمون﴾ (الاعراف)

ان آیات کا ترجمہ علامہ تاج محمد امروٹی نے اس طرح کیا ہے۔

"اور (اے پیغمبر) جب تو ان کے پاس کوئی آیت لاتا ہے (تو) کہتے ہیں کہ (اپنی طرف سے) کیوں نہیں بناتا؟ کہہ دے کہ جو کچھ میری طرف اپنے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے اس کے علاوہ (کسی اور کی) تابعداری نہیں کرتا۔ یہ (قرآن) ہمارے رب کی طرف سے روشنی اور ہدایت اور رحمت ہے اس قوم کے لئے جو مانتی ہے اور جب قرآن پڑھا جائے (تو) اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔

اسی طرح مولوی محمد عثمان نورنگ زادہ کی تفسیر تنویر الایمان میں بھی ہے۔

ناظرین!

اب اس ترجمہ پر غور کریں کہ یہ کفار کا مطالبہ ہے جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو یہ کہنے کا حکم دیتا ہے کہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ اس حکم کا پابند ہوں جو وحی کے ذریعے میری طرف آتا ہے اور یہ قرآن میرے رب کی طرف سے آیا ہے جس میں تمہارے لئے روشنی اور رہنمائی ہے خاص کر مؤمنوں اور ماننے والوں کے لئے رحمت ہے اس لئے تم اس کو خاموشی سے سنو تاکہ تمہارے لئے بھی رحمت بن جائے۔ یعنی وہ وعظ اور دوران خطبہ شور مچاتے تھے اور ان کے بڑوں کی اپنے زیردستوں کو تعلیم تھی جیسا کہ قرآن کریم میں (دوسری جگہ) فرمایا گیا ہے۔

﴿و قال الذين كفروا لا تسمعوا لهذا القرآن و الغوا فيه لعلكم تغلبون﴾ (حٰمٓ السجدة ركوع ٤ پاره ٢٤)

اور کفار نے کہا کہ اس قرآن کو نہ سنو اور اس کے پڑھنے کے دوران شور کرو تا کہ تم غالب ہو جاؤ۔(ترجمہ امروٹی صفحہ ۵۷۳)

یعنی دوران خطبہ کفار کو شور کرنے سے روکا گیا۔امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر جلد ۱۵ صفحہ ۱۰۵۔۱۰۴ میں اس بارے میں تفصیلی تقریر کی ہے اور فرماتے ہیں اس طرح قرآن کریم کے مضمون کی اچھی ترتیب اس کو فائدہ مند بنانے والی ہے اور اس کو امام کے پیچھے قراءت کرنے سے روکنے کی دلیل بنانے سے مضمون کا سلسلے وار ہونا اور ترتیب نہیں رہے گی۔

اسی طرح اس مسئلے سے متعلق (وہ لوگ) کئی روایات پیش کرتے ہیں جو کہ یا تو صحیح نہیں ہیں یا ان سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔

علامہ عبدالحی لکھنوی مؤطا امام محمد کے حاشیہ التعلیق الممجد صفحہ ۱۰۱ میں فرماتے ہیں۔

لم يرد فى حديث مرفوع صحيح النهى عن قراء ة الفاتحة خلف الامام و كل ما ذكروه مرفوعا فيه اما لا اصل له و اما لا يصح ۔

یعنی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ سے کسی بھی صحیح اور مرفوع حدیث میں ممانعت وارد نہیں ہے اور جو مرفوع روایات ذکر کی جاتی ہیں ان میں سے کچھ تو بے اصل اور بناوٹی ہیں اور کچھ غیر صحیح ہیں۔

امام عبداللہ بن مبارک جو تبع تابعین میں مشہور اور بڑے مقام والے ہیں فرماتے ہیں :

"انا اقرأ خلف الامام و الناس يقرء ون الا قوم من الكوفيين"۔

(الترمذى مع تحفة الاحوذى صفحه ٤٥٢ جلد ١)

یعنی میں امام کے پیچھے قراءت کرتا ہوں اور کوفے کی ایک قوم کے علاوہ سب لوگ قراءت کرتے ہیں۔

محقق علمائے حنفیہ کی رائے

ناظرین!

کتنے محقق علمائے حنفیہ بھی دلائل دیکھ کر امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل ہوئے ہیں مثلاً۔

(1) حنفی مذہب کے مشہور عالم اور مجتہد فی المذہب شیخ عبد الرحیم جو کہ شیخ التسلیم کے لقب سے معروف ہیں وہ بھی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے خود بھی پڑھتے تھے اور کہا کرتے تھے۔

لو کان فی فمی جمرۃ یوم القیامۃ احب الی من ان یقال لا صلاۃ لك (امام الکلام لکھنوی صفحہ ۳۸)

یعنی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی وجہ سے منہ میں انگارے ڈالے جانے کی وعید سنائی جاتی ہے۔ اگر قیامت کے دن میرے منہ میں انگارے ڈالے جائیں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ مجھے کہا جائے کہ تیری نمازیں قبول ہی نہیں ہوئیں۔ (دراصل یہ اس روایت کی طرف اشارہ ہے جو غالی حنفیوں نے گھڑی ہیں کہ جو شخص نماز میں سورہ فاتحہ پڑھے گا قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کے انگارے ڈالے جائیں گے۔ یوگوی)

(2) شاہ ولی اللہ انفاس العارفین میں اپنے والد شاہ عبد الرحیم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے۔ (غیث الغمام صفحہ ۲۱۵)

(3) شیخ نظام الدین محمد بن احمد بدایونی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو جائز سمجھتے تھے ،اور خود بھی آہستہ آہستہ پڑھتے تھے ان کو کچھ ساتھیوں نے بتایا کہ ایک روایت میں ہے

کہ امام کے پیچھے پڑھنے والے کے منہ میں انگارے ڈالے جائیں گے تو انہوں نے کہا:

"و قد صح عن النبی ﷺ لا صلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب فالحدیث الاول مشعر بالوعید و الثانی ببطلان الصلاۃ لمن لم یقرأ بالفاتحۃ و انی احب ان اتحمل الوعید و لا استطیع ان تبطل صلاتی الا انہ قد صح فی الاصول ان الاخذ بالاحوط و الخروج من الخلاف اولی"۔

یعنی صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ جس نے بھی نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوگی اس کا مطلب ہے کہ سورہ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز باطل ہے۔ اس لئے مجھے یہ تو برداشت ہے کہ میرے منہ میں انگارے ڈالے جائیں مگر یہ بات برداشت نہیں کہ میرے نمازیں ہی باطل قرار دی جائیں۔ نیز اصول فقہ کا مسئلہ بھی ہے کہ احتیاط کرنا اور اختلاف سے نکلنا بہتر ہوتا ہے۔ یعنی احتیاط اسی میں ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھ لینی چاہیئے۔ (نزہۃ الخواطر صفحہ ۱۲۳ جلد ۲)

(4) علامہ عبد الصمد پشاوری حنفی نے تو اس بارے میں مستقل رسالہ بنام "اعلام الاعلام بقراءۃ الفاتحۃ خلف الامام" لکھا ہے۔ جس میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیئے اور اس کی ممانعت کیلئے کوئی دلیل نہیں ہے اس لئے قراءۃ فاتحہ خلف الامام کا قائل ہونا ضروری ہے کیونکہ میں نے اس بارے میں بہت ساری کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور فاتحہ خلف الامام سے ممانعت کے بارے میں حدیث تو کیا صحابی کا قول بھی مجھے نہیں ملا۔ اس کے برعکس فاتحہ خلف الامام کے بارے میں تقریباً تیس احادیث وارد ہیں نیز صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین میں سے اکثر کا یہی عمل تھا۔

(5) علامہ احمد فیاض امیٹھوی یہ بھی تمام نمازوں میں سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور مخالفین پر رد کرتے تھے۔(نزہۃ الخواطر صفحہ ۳۱ جلد ۴)

(6) مرزا مظہر جان جانان فاتحہ خلف الامام کو قوی جانتے تھے۔ (ابجد العلوم مصنف نواب صدیق حسن خان صفحہ ۹۰۰)

(7) علامہ عبد الباقی نقشبندی دہلوی شروع ہی سے فاتحہ خلف الامام پڑھتے تھے اس لئے کہ اس بارے میں بہت ساری احادیث اور قوی دلائل موجود ہیں۔ (نزہۃ الخواطر صفحہ ۱۹۹ جلد ۵)

(8) التفسیر الاحمدیہ صفحہ ۲۲۷ میں ہے۔

”فان رأیت الطائفة الصوفية و المشائخ الحنفية تراهم يستحسنون قراء ة الفاتحة للمقتدى كما استحسنه محمد ايضا احتياطا فيما روى عنه“۔

یعنی بہت سارے صوفی اور حنفی مشائخ آپ کو نظر آئیں گے جو قراء ۃ خلف الامام کو مستحسن جانتے ہیں جیسے امام محمد سے مروی ہے کہ اس نے بھی فاتحہ خلف الامام کو احتیاطی طور پر مستحسن سمجھا ہے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سارے حوالہ جات ہیں بلکہ خود امام ابو حنیفہ اور اس کے شاگرد محمد سے بھی ایک روایت منقول ہے۔ چنانچہ علامہ لکھنوی حنفی امام الکلام صفحہ ۲۱۶ میں امام شعرانی سے نقل کرتے ہیں۔

”لابی حنيفة و محمد قولان احدهما عدم وجوبها بل لا تسن و هذا قولهما القديم و ادخله محمد فی تصانيفه القديمة و انتشرت النسخ فی الاطراف و ثانيهما على سبيل الاحتياط و عدم كراهتها

عند المخالفةللحديث المرفوع لا تفعلوا الا بام القرآن و فی رواية
لا تقرء وا بشیء اذا جهرت الا بام القرآن و قال عطاء كانوا يرون
علی المأموم القراء ة فيما يجهر فيه الامام و فيما يسر فرجعا من
قولهما الاول الی الثانی احتياطا"۔

یعنی امام ابو حنیفہ اور امام محمد سے فاتحہ خلف الامام کے بارے میں دو قول ہیں۔

(1) فاتحہ خلف الامام نہ واجب ہے نہ سنت یہ ان کا پرانا اور پہلا قول ہے جو کہ امام محمد نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے جن کے نسخے چاروں اطراف پھیل گئے۔

(2) دوسرا قول یہ ہے کہ احتیاطی طور پر سری نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا مستحسن ہے اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ اس لئے کہ حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے (مقتدیوں کو) فرمایا کہ سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھو دوسری روایت میں ہے کہ جس وقت جہری قراءت کروں تو سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا کرو جیسا کہ دونوں حدیثیں اوپر گزریں) اور عطاء بن ابی رباح نے فرمایا کہ جہری اور سری دونوں نماز میں سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کے (صحابہ و تابعین) قائل تھے یہ ان کا آخری قول ہے جس کی طرف دونوں اماموں نے پہلا قول چھوڑ کر رجوع کیا ہے۔

الغرض :

ہر مسلمان کو اپنی نماز کا خیال رکھنا چاہئے اور اتنی احادیث دیکھ لینے کے بعد کسی قسم کے شک میں نہیں رہنا چاہئے بلکہ سورہ فاتحہ ہر نماز اور ہر حالت میں پڑھنی چاہئے اور اپنی نمازیں برباد نہیں کرنی چاہئیں۔

مزید تفصیل کے لئے ہماری تفسیر سورہ فاتحہ اور "كتاب تمييز الطيب من الخبيث فی جواب رسالة تحفة الحديث" کا مطالعہ کرنا چاہئے اور مزید تسلی حاصل

کر لینی چاہئے اللہ تبارک و تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسی بابرکت سورت سے محروم ہونے سے پناہ میں رکھے بلکہ اس کو پڑھنے اور اس کے ثواب واجر میں حصے دار بنائے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی سید المرسلین و علی أھل طاعتہ اجمعین ۔ آمین

و انا العبد

ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی

غفر لہ و لوالدیہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

امام کے سکتات میں مقتدی کا سورہ فاتحہ پڑھنا

اس کے متعلق پہلے حدیثیں ملاحظہ ہوں

(۱) ابو داؤد ص ۱۱۳ ج ۱ باب السکتة عند الافتتاح' میں ہے :

وحدث سمرة بن جندب انه حفظ عن رسول اللّٰه ﷺ سکتتین' سکتة اذا کبر و سکتة اذا فرغ من قرأة غیر المغضوب علیھم و لا الضالین ۔

یعنی سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دو سکتے یاد کئیے ایک سکتہ جب آپ تکبیر کہہ کر نماز شروع کرتے اور دوسرا سکتہ جب آپ ﴿غیر المغضوب علیھم و الضالین﴾ کے پڑھنے سے فارغ ہوتے۔

دوسری حدیث میں ہے :

قال سمرة حفظت سکتتین فی الصلاۃ سکتة اذا کبر الامام حتی یقرأ و سکتة اذا فرغ من فاتحة الکتاب و سورة عند الرکوع۔

یعنی سمرۃ کہتے ہیں کہ میں نے نماز میں دو سکتے یاد کئیے ایک جب امام تکبیر تحریمہ کہے جب تک قرأت شروع کرے' دوسرا سکتہ رکوع کے وقت جب فاتحہ اور سورت سے فارغ ہو۔

(۲) ابن ماجہ ص ۶۱ باب فی سکتتی الامام میں ہے۔

عن سمرة بن جندب قال سکتتان حفظت عن رسول اللّٰه ﷺ فانکر ذلك عمران بن الحصینِ فکتبنا الی ابی بن کعب بالمدینة فکتب ان سمرةَ قد

حفظ قال سعید فقلنا لقتادة ما هاتان السکتتان ؟ قال : اذا دخل فی صلاته و اذا فرغ من القرأة ثم قال بعد و اذا قرأ غیر المغضوب علیهم و الضالین ۔ قال و کان یعجبهم اذا فرغ من القرأة أن یسکت حتی یترأ الیه نفسه ۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو سکتے یاد کیئے جس پر عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا تو اس نے جواب میں لکھا کہ سمرہ رضی اللہ عنہ نے واقعی یاد کیا ہے۔ راوی سعید کہتا ہے کہ ہم نے قتادہ سے کہا کہ یہ دو سکتے کونسے ہیں ؟ کہا کہ جب نماز میں داخل ہو اور جب قرأت سے فارغ ہو۔ اس کے بعد کہا کہ جو غیر المغضوب علیہم والضالین کہے اور ان کو یہ پسند تھا کہ جب قرأت سے فارغ ہو تو تھوڑی دیر خاموش رہے تاکہ سانس اس کی طرف واپس لوٹ آئے۔

(۳) جزء القراءۃ للبخاری ص ۲۹ میں ہے۔

عن عبداللّٰه بن عثمان بن خیثم قال قلت لسعید بن جبیر اقرأ خلف الامام ؟قال نعم ! و ان سمعت قراء ته انهم قد احدثوا ما لم یکونوا یصنعونه ان السلف کان اذا ام احدهم الناس کبر ثم انصت حتی یظن ان من خلفه قد قرأ فاتحة الکتاب ' ثم قرأ و انصتوا ۔

عبد اللہ بن عثمان بن خیثم سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن جبیر سے پوچھا کہ میں امام کے پیچھے قرأت کروں ؟ کہا کہ ہاں اگر چہ اس (امام) کی قرأت سنتے بھی ہو۔ انہوں نے وہ نیا کام کیا ہے جو سلف (صحابہ) نہیں کرتے تھے ان کا تو یہ طریقہ تھا کہ جو بھی ان کی امامت کرتا تھا تو وہ تکبیر کہ کر خاموش ہو جاتا تھا جب تک یہ خیال

کرتا کہ پیچھے والوں نے سورہ فاتحہ پڑھ لی ہے پھر امام پڑھتا وہ خاموش ہو جاتے۔

(۴) جزء القرءۃ بیہقی ص ۷۰ میں ہے۔

عن ابی هريرة رضى الله عنه قال كل صلاة لا يقرأ فيها بام الكتاب فهى خداج ثم هى خداج ـ فقال بعض القوم فكيف اذا كان الامام يقرأ ؟ قال ابو سلمة للامام سكتتان فاغتنموهما ' سكتة حين يكبر و سكتة حين يقول غير المغضوب عليهم و لا الضآلين ـ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ خداج اور ناقص ہے۔ تو قوم میں سے کسی نے سوال کیا کہ جب امام پڑھ رہا ہو تو کیا کرے؟ تو ابو سلمہ نے جواب دیا کہ امام کے دو سکتے ہیں انہیں سے فائدہ لے لو۔ ایک جب تکبیر تحریمہ کہے دوسرا جب غیر المغضوب علیهم و الضالین کہے۔

فائدہ: یہ جواب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے تھا اس نے کوئی انکار نہیں کیا پس اس کا بھی یہی فیصلہ ہے۔

(۵) مستدرک حاکم ص ۲۳۲ ج ۲ میں ہے۔

عن ام سلمة رضى الله عنها قالت ان النبى ﷺ كان يقطع قرأته آية آية الحمد لله رب العالمين ثم يقف الرحمن الرحيم ثم يقف ـ

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قراءت کرتے وقت آیت آیت جدا کرتے ـ الحمد لله رب العالمين کہ کر ٹھہر جاتے پھر الرحمن الرحیم کہ کر ٹھہر جاتے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ متعدد سکتات مسنون ہیں۔ پہلی رکعت میں تکبیر

تحریمہ کے بعد اور پھر سورہ فاتحہ پوری کرنے کے بعد اور پھر پوری قراءت کرنے کے بعد یعنی رکوع سے قبل۔ اس طرح ہر آیت کے بعد تھوڑا سا وقفہ' انہی حالتوں میں مقتدی جب چاہے پوری سورت فاتحہ یا آیت آیت کر کے پڑھ سکتا ہے۔ تابعین رحمہم اللہ نے صحابہ کے عمل سے یہی سمجھا جیسا کہ سعید بن جبیر اور ابو سلمہ کا قول ذکر ہوا اور ابو سلمہ کے قول کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بھی تائید ہے نیز عروہ کا قول آپ نے بھی ذکر کیا ہے۔ نیز ابو داؤد ص ۱۲۰ ج ۱ میں ہے۔

قال مكحول اقرأ فيما جهر به الامام اذا قرأ بفاتحة الكتاب و سكت سرا فان لم يسكت اقرأ بها قبله و معه و بعده لا تتركها على حال ۔

یعنی مکحول فرماتے ہیں کہ امام جب جہری نماز میں سورہ فاتحہ پڑھ کر خاموش ہو تم بھی آہستہ پڑھ لیا کرو' اگر خاموش نہ ہو تب بھی اس سے قبل یا بعد یا اس کے ساتھ پڑھ لیا کرو اور کسی حال میں بھی نہ چھوڑو۔

آپ نے جزء القراءۃ سے صحابہ کا عمل ذکر کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ خاموش ہوتے تو وہ پیچھے پڑھتے اور جب آپ پڑھتے تھے تو وہ خاموش ہوتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ امام کو سکتات کرنے ہیں تاکہ مقتدی بآسانی سورہ فاتحہ پڑھ سکے اور اہل حدیث' حدیث کو قرآن پر مقدم نہیں کرتے بلکہ حدیث کو قرآن کی تفسیر جانتے ہیں اور اس کی روشنی میں قرآن کو سمجھتے ہیں' یہی صحابہ کا معمول تھا۔ چنانچہ صحیح مسلم ص ۳۹۵ ج ۱ مع النووی میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے سفر حج کا ذکر ہے اس میں یہ الفاظ ہیں۔

و رسول اللهﷺ بين اظهرنا وعليه ينزل القرآن و هو يعرف تأويله و ما

عمل من شيء عملنا به ۔

یعنی رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے اور آپ ہی پر قرآن نازل ہو رہا تھا اور آپ ہی اس کے تفسیر کو جانتے تھے اور جو آپ عمل کرتے ہم وہی کرتے۔

پس رسول اللہ ﷺ کا حکم کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں' یہ قرآن کے خلاف نہیں ہے اور آیت ﴿اذا قرئ القرآن فاستمعوا له و انصتوا﴾ میں فاتحہ کی کوئی منع نہیں ہے اور وہ مطلق ہے اور احادیث میں خاص فاتحہ کا ذکر ہے لہذا دونوں پر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ فاتحہ کا حکم جدا سمجھنا چاہئیے۔ اگر اس آیت میں فاتحہ کی بھی ممانعت ہوتی تو رسول اللہ ﷺ ہرگز حکم نہ دیتے بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو کہ ہم سے قرآن کے زیادہ عالم اور جاننے والے تھے جب رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے مقتدیوں کے لئے یہ حکم سنا کہ "جب میں جہر سے قرآن پڑھوں تو تم قرآن مجید سے کچھ نہ پڑھو سوائے سورہ فاتحہ کے اس لئے کہ جو شخص سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی"۔ جیسا کہ آپ نے بھی نقل کیا ہے تو کسی صحابی نے یہ عرض نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن میں تو یہ حکم ہے کہ "جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے"۔ اب ہم قرآن کے دونوں حکموں کی کیسی خلاف ورزی کریں یعنی نہ سنیں نہ خاموش رہیں' کسی نے یہ خدشہ پیش نہیں کیا کیونکہ وہ سمجھ گئے کہ اس قرآنی حکم میں فاتحہ کی منع نہیں ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ حکم نہیں دیتے۔ اس کی مثال دوسری سنیئے صحیح بخاری ص خ ۶۴۹ ج ۲ میں ابو سعید بن معلیٰ سے روایت ہے کہ

قال كنت اصلى فدعاني النبي ﷺ فلم اجبه قلت يا رسول الله انى كنت

اصلی ۔ قال الم یقل اللہ ﴿استجیبوا للّٰہ و للرسول اذا دعاکم﴾ ......الحدیث۔

یعنی میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا تو میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں نے یہ عذر پیش کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) میں نماز پڑھ رہا تھا (یعنی نماز سکوت سے رہنا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کو جواب دو اور رسول ﷺ کو بھی جواب دو جب بھی آپ کو بلائے۔

اور سنن ترمذی ص ۱۱۱ ج ۲ ابواب فضائل القرآن باب ماجاء فی فضل فاتحۃ الکتاب میں بھی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا اس طرح کا واقعہ ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ ﷺ خرج علی ابی بن کعب فقال رسول اللّٰہ ﷺ یا ابی ! و ھو یصلی ۔ فالتفت ابی و لم یجبہ و صلی ابی فخفف ثم انصرف الی رسول اللّٰہ ﷺ فقال السلام علیك یا رسول اللّٰہ فقال رسول اللّٰہ ﷺ وعلیك السلام ما منعك یا ابی ان تجیبنی اذ دعوتك ؟ فقال یا رسول اللّٰہ ! انی کنت فی الصلاۃ ۔ قال الم تجد فیما اوحی اللّٰہ الی ان استجیبوا للّٰہ و للرسول اذادعاکم لما یحییکم ۔ قال بلی ! و لا اعود ان شاء اللّٰہ ۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابی بن کعب کی طرف نکلے اور اسے بلایا اور وہ نماز پڑھ رہا تھا اور جواب نہیں دیا پھر ہلکی نماز کر کے پوری کی اور آپ کے پاس آکر سلام کہا تو آپ نے اس کا جواب دیکر فرمایا کہ جب میں نے تجھے بلایا تو کس نے تجھے جواب دینے سے روکا؟ عرض کیا کہ میں نماز میں تھا۔ آپ نے فرمایا

کہ جو میرے پاس وحی آئی ہے اس میں تو یہ حکم نہیں پایا کہ "اللہ کو جواب دو اور اس کے رسول کو جب بھی تم کو بلائے" اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔

اب ظاہر ہے کہ اس آیت میں نماز کا کوئی ذکر نہیں لیکن چونکہ ان لوگوں کا عقیدہ تھا کہ آپ ہی قرآن کو جاننے والے ہیں اور آپ ہی کی تعلیمات کی روشنی میں اس کو سمجھنا ہے اس لئے باوجود کہ اس کو پتہ تھا کہ نماز میں کلام کرنے یا جواب دینے نہیں ہیں لیکن اپنی فہم کو غلط سمجھا اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عہد کیا۔ احادیث میں ایسی کئی مثالیں مل سکتی ہیں۔ فیمانحن فیہ میں ایسا ہی سمجھنا چاہئیے۔ اگر قرآن کریم میں صریحا خاص فاتحہ کی منع ہوتی تو پھر قرآن و حدیث میں معاذ اللہ تعارض سمجھا جاتا بلکہ ایک ایک مطلق حکم ہے اور حدیث میں تو صراحت اور خصوصی حکم ہے لہذا وہ قرآن کی وضاحت ہے نہ کہ معارض یا مخالف......

آپ نے خود "فوائد ستاریہ" سے نقل کیا ہے کہ "ابتداء میں صلاۃ پڑھتے ہوئے باتیں کر لیا کرتے تھے"۔ اس سے خود ہی ثابت ہوا کہ یہ آیت اگرچہ نماز کے بارے میں تسلیم کی جائے لیکن قراءت کے بارے میں نہیں کلام کے بارے میں ہے پس تعارض کا تو تصور ہی نہیں رہا۔ خود فوائد ستاریہ ص ۲۸۰ میں پوری عبارت اس طرح ہے "نماز میں لوگ باتیں کیا کرتے تھے اس پر یہ آیت اتری اور باتوں کی ممانعت ہوئی"۔ پس اس عبارت سے ہی فیصلہ ہو گیا کہ آیت میں کلام کرنے کی ممانعت ہے نہ کہ فاتحہ پڑھنے کی۔ اور حدیث میں فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے نہ کہ کلام کرنے کا۔ اس لئے کوئی تعارض نہیں۔ اور اہل حدیث پر الزام صحیح نہیں ہوا کہ وہ

قرآن پر اپنی سمجھ سے حدیث کو مقدم کرتے ہیں۔ الغرض سکتات میں پڑھنے کا حکم اس حکم کو متضمن ہے کہ امام کو سکتات کرنے ضروری ہیں۔ و ما لا یتم الواجب الا به واجب۔ پس مقتدی امام کے سکتات میں' اس سے پہلے یا درمیان میں یا آخر میں پورے قیام میں رکوع تک سورہ فاتحہ پوری کر سکتا ہے۔

اس کے علاوہ ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ جہری نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ کے علاوہ اور کچھ پڑھنے کی منع ہے نہ فاتحہ کی' کیونکہ الفاظ یہ ہیں جیسا کہ آپ نے ابوداؤد اور دار قطنی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ :

فلا تقرؤوا بشیء من القرآن اذا جهرت الا بام القرآن فانه لا صلاة لمن لم يقرأبها ۔

اور " اذا جهرت" سے بالکل واضح ہے۔ اور دار قطنی ص۳۱۹ ج۱ میں یہ الفاظ ہیں کہ :

قال هل تقرؤون فی الصلاة معی ؟ قلنا نعم قال فلا تفعلوا الا بفاتحة الكتاب ۔

یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نماز میں میرے ساتھ ساتھ پڑھتے ہو ؟ ہم نے کہا کہ ہاں ! فرمایا کہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھو۔ ثابت ہوا کہ فاتحہ کے پڑھنے پر کوئی اعتراض نہیں۔ ہاں البتہ سکتات میں پڑھنے کا حکم ہے اگر موقعہ نہیں ملتا تو بھی فاتحہ کو چھوڑنا نہیں ہر حال میں پڑھنا ہے۔ جیسا کہ مکحول تابعی کا قول گذرا اور یہی حدیث کے الفاظ کا تقاضا ہے۔ و ما لا یدریك كله لا یترك كله۔

و الله يقول الحق و هو يهدی السبيل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آمین کہنے کا وقت

آمین کہنے میں فرشتوں کی موافقت کے بابت چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں

(۱) صحیح مسلم ص ۱۷۶ ج ۱ مع النووی میں یہ الفاظ ہیں۔

اذا قال القاری غیر المغضوب علیھم و الضالین فقال من خلفه آمین فوافق قوله قول اھل السماء غفر له ما تقدم من ذنبه ۔

یعنی جب قاری ﴿غیر المغضوب علیھم و الا الضالین﴾ کہے اور پیچھے والوں نے بھی آمین کہا پس ان کا قول آسمان والوں کے قول کے موافق ہو گیا تو ان کے گذشتہ گناہ معاف کیئے جائیں گے۔

(۲) ابو داؤد ص ۱۳۵ ج ۱ میں ہے۔

اذا امن الامام فامنوا فانه من وافق تأمینه تأمین الملائکة غفر له ما تقدم من ذنبه۔

یعنی جب امام آمین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں سے موافق ہوئی تو اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

یہی حدیث بخاری ص ۱۰۸ ج ۱ میں بھی ہے۔

(۳) بخاری ص ۱۰۸ ج ۱ باب جھر الماموم بالتأمین میں ہے۔

اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا آمین‘ فانه من وافق قوله قول الملائکة غفر له ما تقدم من ذنبه۔

یعنی جب امام ﴿غیر المغضوب علیھم و لا الضالین﴾ کہے تو تم بھی آمین کہو پس جس کا قول فرشتوں کے قول سے موافق ہوا تو اس کے گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(۴) نسائی ص ۹۴ ج ۱ باب جھر الامام بآمین میں ہے۔

اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم و لا الضالین فقولوا آمین' فان الملائکة تقول آمین و ان الامام یقول آمین فمن وافق تأمینه تأمین الملائکة غفر له ما تقدم من ذنبه۔

یعنی جب امام ﴿غیر المغضوب علیھم و لا الضالین﴾ کہے تو تم بھی آمین کہو' کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے' پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہو گئی تو اس کے گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

یہ روایت دارمی ص ۲۲۸ ج ۱ میں بھی ہے اور ابن حبان ص ۱۴۶ ج ۴ (بترتیب الفارسی) میں بھی ہے۔

(۵) ابن ماجہ ص ۶۱ میں ہے۔

اذا امن القاری فامنوا ' فان الملائکة تؤمن فمن وافق تأمینه تأمین الملائکة غفر له ما تقدم من ذنبه۔

یعنی جب قراءت کرنے والا آمین کہے' تو تم بھی آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں' پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہو گئی تو اس کے گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(۶) دارمی ص ۲۲۸ ج ۱ میں ہے۔

اذا قال القاری غیر المغضوب علیهم و الضالین فقال من خلفه آمین فوافقذلك اهل السماء غفر له ما تقدم من ذنبه ۔

یعنی جب قاری ﴿غیر المغضوب علیهم و الا الضالین﴾ کہے اور پیچھے والوں نے بھی آمین کہا پس یہ آسمان والوں کے ساتھ موافقت ہو جائیگی تو اسکے گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(۷) صحیح ابو عوانہ ص ۱۱۰ ج ۲ میں ہے۔

اذا قال غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقولوا آمین' فانه اذا وافق کلامه کلام الملائکة غفر له ۔

یعنی جب امام ﴿غیر المغضوب علیهم و لا الضالین﴾ کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جب اس کا کلام فرشتوں کے کلام سے موافق ہوگا تو وہ بخشا جائیگا۔

ابو داؤد ص ۱۳۵۔۱۳۴ ج ۱ میں ہے۔

کان رسول الله ﷺ اذا قرأ و الا لضالین قال آمین و رفع بها صوته ۔

یعنی رسول اللہ ﷺ جب ولا الضالین پڑھتے تھے تو آمین کہتے اور اس کے ساتھ آواز کو بلند کرتے تھے۔

جملہ الفاظ احادیث کو غور سے پڑھو ان سے حسب ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(الف) قاری یا امام کو اس وقت آمین کہنی ہے جب وہ ولا الضالین کہے۔

(ب) فرشتے بھی امام کے آمین کے وقت آمین کہتے ہیں۔

(ج) مقتدی کے لئے دو قسم کا حکم ہے ایک یہ کہ " اذا قال الامام غیر المغضوب

علیھم و لا الضالین فقولوا آمین" یعنی جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ ظاہر ہے کہ امام فاتحہ کے بعد آمین کہے گا اور مقتدی اس کے ساتھ آمین کہیں گے تاکہ دونوں حکموں پر عمل ہو جائے۔ یعنی امام ﴿و لا الضالین﴾ کہنے کے بعد اس کی آمین کے ساتھ آمین کہیں۔ اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ مقتدیوں کا امام کے اختتام فاتحہ پر آمین کہنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ مقتدی اپنے امام کے ساتھ ساتھ پڑھ رہے تھے کیونکہ مقتدی کو کبھی تو سکتات میں امام کے ختم کرنے سے پہلے سورت فاتحہ پڑھنے کا موقعہ مل جاتا ہے کبھی ایک دو آیتیں رہ جاتی ہیں ورنہ تو بعد میں بھی سکتات میں پڑھ سکتا ہے مثلاً ایک آدمی ایسے وقت جماعت میں شامل ہوتا ہے کہ امام فاتحہ پوری کر کے دوسری سورت پڑھ رہا ہے تو اس وقت کیا کرے گا۔ یہی کہ کوشش کرے کہ امام کے سکتات میں فاتحہ پڑھ سکے مگر آمین کا وقت مقرر ہے یعنی جب امام فاتحہ پوری کر کے آمین کہنے لگے تو اسی وقت آمین کہنی ہے۔ لیکن قراءت کا وقت محدود یا خاص نہیں بلکہ رکوع تک فاتحہ کو پورا کرنا ہے۔ اس پر یہ کہنا کہ آیت قرآنی کے خلاف ہے قابل تأمل ہے کیونکہ اول تو یہ بتایا گیا کہ فاتحہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ میں "فلا تقرؤوا بشی ء اذا جھرت الا بام القرآن" یعنی امام کے جہر کے وقت فاتحہ کے سوا باقی پڑھنا منع ہے' کیونکہ کلمہ "اذا جھرت" حرف شرط ہے جو اپنے مدخول جملہ کو شرط کے ساتھ مقید کرتا ہے۔ اور یہ استثناء صرف احادیث کیلئے ہیں بلکہ اس کے بعد یہ تاکیدی جملہ مسئلہ واضح کر دیتا ہے 'فانہ لا صلاۃ لمن لم یقرأ بھا " اور دوسری حدیث جو ہم نے لکھی ہے کہ "ھل تقرؤون فی الصلاۃ معی ؟ قلنا نعم قال فلا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب " پس

سورت فاتحہ زیر بحث ہی نہیں ہو سکتی۔ ثانیا اگر چہ مقتدی نے امام سے پہلے فاتحہ پوری کرلی ہے تو بھی امام کے سکتات میں جن میں پڑھنے سے قرآن کی مخالفت جس کا آپ نے ذکر کیا ہے لازم نہیں آتی اور یہ بھی صحیح نہیں کہ امام کی آیت سننے کے بعد وہی آیت پڑھے ایسا حکم کسی حدیث میں نہیں ہے بلکہ پورے قیام میں جب موقعہ ملے پڑھنا ہے اور آمین سے پہلے جو آپ نے امام کو سکتہ کرنے کا حکم دیا ہے اس کا کسی حدیث میں ثبوت نہیں ہے بلکہ حدیث میں صریح ہے کہ ﴿و لا الضالین﴾ کہتے ہی آمین کہنی چاہئیے' آپ نے جو ابو داؤد کی روایت نقل کی ہے کہ "اللہ کے رسول ﷺ نے جب آمین کہی تو صف اول نے آپ کی آواز سنی" یہ روایت آپ نے پوری نقل نہیں کی۔ پوری روایت اس طرح ہے۔

كان رسول الله ﷺ اذا تلا غير المغضوب عليهم و لا الضالين قال آمين حتى يسمع من يليه من الصف الاول (ابو داؤد ص ١٣٥ ج ١ باب التأمين وراء الامام)

یعنی رسول اللہ ﷺ جب آیت ﴿غير المغضوب عليهم و لا الضالين﴾ پڑھتے تو آمین کہتے حتی کہ صف اول والوں میں سے جو آپ کے قریب ہوتے وہ سنتے تھے ۔اب اس حدیث نے ہی فیصلہ کر لیا کہ آپ نے فاتحہ پڑھتے ہی آمین کہی اور لوگوں نے سنی سابقہ حدیث سے ثابت ہوا کہ امام کی آمین کے ساتھ مقتدیوں کو آمین کہنی چاہئیے۔ آپ نے جو جزء القراءۃ بیہقی سے جو حدیث نقل کی ہے کہ "جب آپ ﷺ خاموش ہوتے تو صحابہ کرام آپ کے پیچھے پڑھتے الخ۔ اس میں بھی یہ بیان نہیں ہے کہ جو آیت آپ پڑھتے وہی پیچھے پڑھتے تھے' بلکہ مطلق ذکر ہے کہ وہ آپ

کے سکوت کے منتظر ہوتے جب آپ سکوت فرماتے تو جو پڑھ سکتے تھے وہ پڑھ لیتے۔
بس یہی طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت کرے۔ آمین

و اللّٰہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

وکتبہ /

ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی (رحمہ اللہ)

جمعیت اہلحدیث سندھ (کراچی ڈویژن) کی مطبوعات